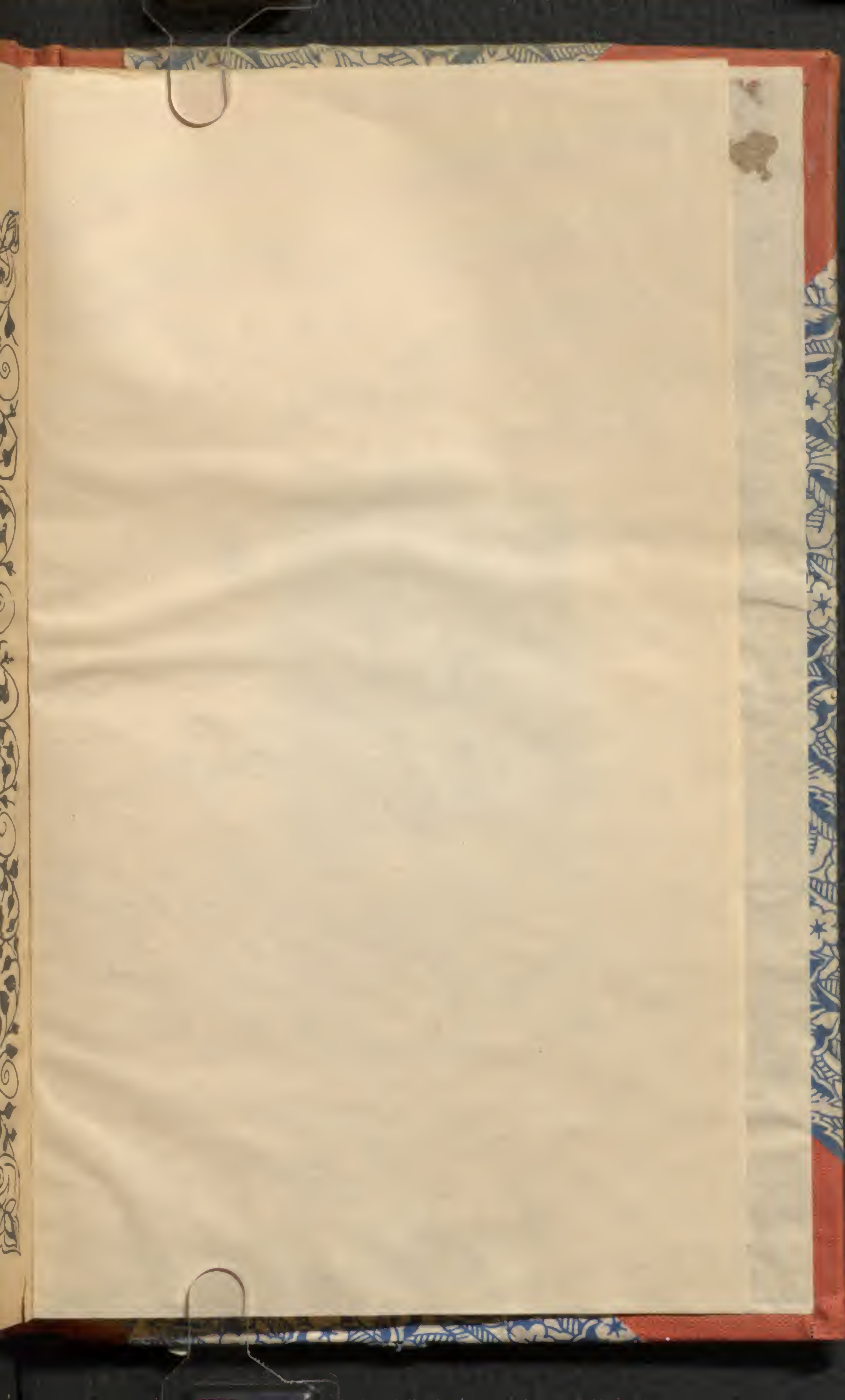


TURK

تُرک

و

مُصلحانِ معاشرت مُسلماناں

از

Ahmad Khan

سرسیّد علیہ الرّحمۃ

جسے

منشی عبدالرحمٰن شوقؔ امرتسری مصنف و مؤلف ادیب نسواں

انشائے نسواں سوانح حضرت محمد صلعم۔ سرسیّد کے اخلاقی مضامین

تربیت۔ خورشید جہاں وغیرہ نے

برائے استفادہ تعلیم یافتہ اصحاب

کو درن بازار سٹیم پریس امرتسر میں طبع کرا کر شائع کیا

پبلک بکڈپو امرتسر کی چند جدید طبعشدہ اخلاقی کتابیں

سوانحات حضرت محمد صلعم۔ نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی حقیقت لقب قریش کی وجہ تسمیہ اور اُن کے نسب کے سلسلہ سے پیدایش سے لیکر اُنکی وفات تک بالترتیب تمام واقعات مستند اسلامی کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں جو مسلمان لڑکے لڑکیوں کو پڑھانے لازمی ہیں اولاد والے مسلمان حضرات خود بھی اسکا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں۔ قیمت فی ۴ر

سرسید کے اخلاقی مضامین۔ قوم کے مسلمہ لیڈر آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کے اُن تمام مختصر اخلاقی مضامین کا مجموعہ جو نہ صرف اسلامی طبقہ کے قابل ہیں بلکہ اُن سے بلاتفریق مذہب ہر ملت کا انسان فائدہ حاصل کرسکتا ہے بچوں سے لیکر گریجویٹ لائف تک یہ مجموعہ یکسان مفید ہے علاوہ ازیں اس کے مطالعہ سے مضمون نویسی لیاقت بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ قیمت ۴ر

تربیت۔ کتاب ہذا میں مضمون زیر بحث یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ میں باوجود تعلیم عام ہونیکے تربیت اخلاق راستی ہمدردی حمیت یہ سب باتیں معدوم ہیں۔ ماں کی پیدایش سے گریجوایٹ لائف تک مفید تدابیر بتائی گئی ہیں۔ قیمت ۲ر

قومی ترانے۔ عالی دماغ قومی شعراء اقبال حالی خوشی محمد عبد المجید۔ اکبر۔ ناظر وغیرہ کے قابل تقلید کلام کا مجموعہ جو لڑکے لڑکیوں کے اخلاق کو مدنظر رکھکر ان کو یاد کرانے کیلئے مرتب کیا گیا ہے تاکہ بجائے فحش گیتوں کے وہ اسے گائیں جو اصحاب باپ کہلائے جاتے ہیں وہ اپنے بچوں کے لئے یہ تحفہ ضرور منگائیں قیمت ۲ر

کلام ناظم۔ اخلاقی نظموں کا مجموعہ سکول بچوں کو یاد کرنیکے لئے لکھا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

انسان اور اس کے فرائض۔ انسان کس لئے پیدا ہوا۔ پیدا کرنیوالے کا اس سے کیا مقصود ہے۔ انسانی فرائض کیا ہیں مذہب کسے کہتے ہیں۔ دنیا میں رہنے کے باعزت ذرائع کیا ہیں قیمت ۱ر

تُرک

اسلام کا نتیجہ نیک چلن ہوتا ہے اگر ہم دیکھیں کہ کسی ملک کے مُسلمانوں میں نیک چلنی نہیں ہے تو ہم کو یقین کرنا چاہیئے کہ اسلام صرف اُن کے مُنہ ہی مُنہ میں ہے حلق کے نیچے ذرا بھی نہیں اُترا۔ گو اُنہوں نے اپنے تئیں کیسا ہی جبّہ اور عمامہ سے مقدّس بنایا ہو اور نمازیں پڑھ پڑھ کر اور تسبیحیں ہلا ہلا کر قدوس جتایا ہو ٭

اسلام جس طرح کہ اخلاقی اور روحانی نیکیاں تعلیم کرتا ہے نہیں نہیں جس طرح کہ اخلاقی اور روحانی نیکیوں کو دل میں بٹھا دیتا ہے۔ اُسی طرح تمدّن اور حُسنِ معاشرت کی جو نیکیاں ہیں اُن کو بھی اپنے پیرؤوں کے برتاؤ میں ایسا جلا دیتا ہے کہ کسی طرح اُس سے الگ نہیں ہو سکتیں اور بطور فطرتی عادتوں کے دکھائی دیتی ہیں اور طبیعت ثانی ہونے سے بھی بڑھ کر اصلی طبیعت ہو جاتی ہیں ٭

اخلاقی اور روحانی نتیجہ اُس کا خدا ہی کو ماننا اور اُسی پر بھروسا رکھنا اور ہر حال میں اُس کی مرضی پر شاکر رہنا اور تمام مصیبتوں پر نیک دلی سے صبر کرنا ہوتا ہے اور تمدّنی نتیجہ اُس کا اپنے ہمجنسوں سے

محبت کرنا اور ہر ایک کے ساتھ نیکی اور سچائی اور پوری پوری صداقت سے پیش آنا ہوتا ہے۔ رحمدلی اور صدق مقال یعنی ہر بات میں سچ بولنا اسلام کا تاسیل یعنی لقب ہے۔ دغا و فریب سے بچنا اُس کی ڈگری یعنی اُس کا منصب ہے۔ اب دیکھو کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں کتنے ہیں جن کا ایسا برتاؤ ہے +

افسوس کہ ہم نے اپنی بدچلنی سے اسلام کو کیسا داغ لگایا ہے شہادت زور گویا مفلس مسلمانوں کا پیشہ ہوگیا ہے۔ ہندوستان کی عدالتوں میں جس وقت ہندو گواہ آتے ہیں تو منصف جج کو گو وہ مسلمان ہی کیوں نہو اس بات پر غور کرنی پڑتی ہے کہ آیا اُس کی شہادت سچ ہے یا نہیں مگر جس وقت مسلمان گواہ آیا اور اُس نے اپنا نام بتایا اور جج کو ظن غالب اُس کے جھوٹے ہونے کا ہوگیا جب تک کہ کسی اور قرینہ سے اُس کے سچے ہونے کا گمان نہ ہو۔ مسلمان سودا بیچنے والے بہ نسبت اور قوموں کے بہت زیادہ جھوٹ بولتے ہیں اور فریب کرتے ہیں۔ کسی چیز کی اصلی قیمت ہرگز نہ رکھیں گے اور ہمیشہ اس بات پر قصد رہے گا کہ مشتری سے جہاں تک ممکن ہو زیادہ قیمت لیجاوے + جب کہ ہم کسی قوم کے سوداگروں اور خوردہ فروشوں میں یہ بات دیکھتے ہیں کہ تمام اشیا کی ایک خاص قیمت معیّن ہے وہی کہتے ہیں

اور وہی لیتے ہیں تو ہم کو مسلمانوں کی خراب عادت یعنی جھوٹ قیمت کہنے اور پھر چکاتے چکاتے نصف سے بھی بعض اوقات کم پر بیچنے سے کیوں نہ رنج ہو اور ہم کیونکر نہ اس بات کا خیال کریں کہ اسلام نے کچھ بھی اُن کے دلوں پر اثر نہیں کیا ہے ٭

اگر تمام دنیا کے مسلمان ایسے ہی ہوتے تو بڑی مشکل پیش آتی اس لئے کہ خود اسلام کی نسبت بہت کچھ شُبہ پڑتا مگر نہایت خوشی کی بات ہے کہ اور مُلک کے مسلمانوں کا حال دیکھ کر یقین آتا ہے کہ اسلام بلا شبہ روحانی اور اخلاقی اور تمدّنی نیکیاں بخشنے والا ہے ٭

مسٹر جان رینل ہوبل صاحب نے ٹرکی کے حالات میں ایک تاریخ لکھی ہے اس میں اُنہوں نے جو کچھ حال ترکوں کا لکھا ہے اُس کا انتخاب اس مقام پر لکھتے ہیں تاکہ ہندوستان کے مسلمان اُس کو دیکھ کر عبرت پکڑیں ٭

وہ لکھتے ہیں کہ جس کسی نے ترکوں کے چال چلن کا حال لکھا ہے اُس نے ماں اور لڑکوں کی محبت کا ضرور ذکر کیا ہے۔ ماں کی شفقت اور لڑکوں کا ادب یہ دونوں باتیں طرفین کی طرف سے نہایت مستحکم اور لازوال ہوتی ہیں اسی کے ذریعہ سے عورتوں کو وہ خوشی حاصل ہوتی ہے جو فرنگستان میں نہیں ہے۔ عورت کو خانہ داری میں بالکل اختیار ہوتا ہے۔

ہم لوگوں میں (یعنی اہل فرنگ میں) اگر عورت تمام عمر اُس کے حاصل کرنے کی کوشش و محنت کرے تو بھی وہ اختیار اُس کو حاصل نہیں ہوسکتا +

وہ کہتے ہیں کہ "کثرت ازدواج ترکوں میں اس قدر زیادہ اور ایسی عام بلا نہیں ہے جیسا کہ لوگ عموماً تصوّر کرتے ہیں +

اُن کا قول ہے کہ" اسلام عورتوں کیطرف نہایت رحمدل ہے۔ قرآن میں صاف لکھا ہے کہ جو کوئی نیک کام کرتا ہے اور خدا پر یقین رکھتا ہے مرد ہو یا عورت بہشت میں جاوے گا +

وہ لکھتے ہیں کہ "مس پارڈہ جو ۱۸۳۶ء میں ٹرکی میں تھیں اور وہ ترکوں کی زنانہ میں جایا کرتی تھیں ترکوں کے گھر کی چال چلن سے نہائت خوش تھیں اور ترکوں کی عورتوں کی نیکی اور پارسائی کی تصدیق کرتی ہیں +

مسٹر سی ہوائیٹ صاحب بیان کرتے ہیں کہ قسطنطنیہ میں امیروں کی عورتیں اپنے وقت کو اُسی طرح پر صرف کرتی ہیں جیسے کہ اور دارالریاست کی عورتیں۔ فرق یہ ہے کہ اُن کے خاندان میں اتفاق زیادہ ہوتا ہے۔ لڑکے اپنے والدین کا ادب زیادہ کرتے ہیں اور بی بی شوہر کی زیادہ مطیع ہوتی ہے۔ عورتوں کا دل اور اصل چلن کا نہائت کم خراب ہوتا ہے ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنے کا بڑا دستور جاری نہیں ہے اور نہ یہ کوئی قاعدہ کی بات ہے بلکہ ایسی حالت مستثنیٰ ہے۔ رزیل اور اوسط درجہ کے لوگوں میں

بھی شاذونادر ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے دوعورتوں سے شادی کی ہو نہایت درجہ کے امیرلوگوں میں بھی یہ دستور مستثنیٰ ہے ؛

مسٹر جان کارنی صاحب کیمبرج والے یہ فرماتے ہیں کہ "ترکوں کی عجیب ایمانداری کا کچھہ ذکر کرنا عین انصاف ہے جب کہ میں گلیٹیا میں وارد ہوا تو میرا اسباب ایک مزدور نے اٹھالیا اور ہم آگے بڑھے - جب ہم ایسی جگہہ پہنچے جہاں لوگوں کی بہت کثرت تھی تو وہ مزدور میری نظر سے غائب ہوگیا اور ہم لوگ ایک قہوہ خانہ میں گئے - میں نے یہ خیال کیا کہ وہ مزدور میرا اسباب لے کر بھاگ گیا مگر سیوڈن کا رہنے والا کپتان جہاز کا جو پہلے بھی اس بندر میں آیا تھا کہنے لگا کہ ایسے کام کرنا یہاں کوئی جانتا بھی نہیں - تھوڑے عرصہ میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ وہ غریب مزدور اُسی راہ سے پھرا چلا آتا ہے اور گھبرایا ہوا ہر چہار طرف دیکھتا آتا ہے - بازاروں میں اکثر دوکاندار اپنی دوکان اور اسباب کو کھلا ہوا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور کچھہ اندیشہ نہیں ہوتا - دین لین میں کوئی شاذونادر فریب دینے کی کوشش کرتا ہے - ٹرکی یعنی روم کی سلطنت کے مختلف حصوں میں میں نے سفر کیا اور اثنائے سفر میں غریبوں کی جھونپڑوں اور امیروں کے مکانوں میں رہا مگر کبھی ایک خرمہرہ کا بھی میرا نقصان نہیں ہوا"

یونانیوں نے جب کہ زیپولٹ زا مقام کی ٹرکی عورتوں پر ظلم کیا - امیروں کی عورتوں کو رزیل قوم کی عورتوں میں ملا دیا - اُن کے مرد رشتہ دار

ذبح کروالے تاہم جس صبر و قناعت کے ساتھ اُن عورتوں نے اُس تکلیف کو گوارا کیا ۔ نہائیت قابل تعریف ہے خدا کی شکایات یا بیفائدہ افسوس کبھی اُن کی زبان سے نہیں نکلا۔ وہ یہی کہتی تھیں کہ خدا کی یہی مرضی ہے اور سب تکلیفوں کو نہائیت صبر و شکر سے گوارا کر لی تھیں ۔ ترک مرد بھی رنج و تکلیف کو نہائیت صبر سے برداشت کرتے ہیں ۔ مگر ترک عورتیں تو گویا رنج و محنت کی برداشت کی روح ہیں "

اس مقام پر ہم کو کچھ ہندوستان کے شریف خاندانوں کی عورتوں کا بھی حال لکھنا مناسب ہے ۔ بلا شبہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ مسلمان شریف خاندانوں کی عورتیں جیسی نیک اور ایماندار اور خدا پرست شاکر اور رنج و مصیبت میں صابر ہیں ۔ شاید تمام دنیا کی عورتوں سے سبقت رکھتی ہیں خدا کی عبادت اور دل کی نیکی اور بے انتہا رحمدلی ۔ والدین کا ادب شوہر کی محبت اور اطاعت ۔ تمام رشتہ مندوں کی اُلفت اور رنج و راحت میں اُن کے ساتھ شرکت ۔ اولاد کی پرورش ۔ خانہ داری کا انتظام ۔ جس دلی نیکی اور خالص ایمانداری سے وہ کرتی ہیں بیان سے باہر ہے ۔ نہائیت خوشی میں بھی وہ خدا ہی کو پکارتی ہیں ۔ کہ او خدا تیرا شکر ہے کہ تو نے ہم کو یہ خوشی دی ۔ اور نہائیت مصیبت میں بھی وہ خدا ہی کو پکارتی ہیں ۔ اُن کی زبان پر یہ ایک مثل ہے کہ مصیبت کے وقت بھی خدا ہی کو نہ پکاریں تو کیا کریں ۔

دیکھو بچے کو ماں ہی مارتی ہے پر بچہ ماں ہی ماں پکارتا ہے۔ جو جو مصیبتیں ہماری یاد میں ہندوستان کی مسلمان عورتوں پر اتفاقات زمانہ سے پڑیں اور جس صبر و شکر و قناعت اور استقلال اور خدا پر بھروسہ رکھنے میں اُنہوں نے اُسکو سہا حقیقت میں دنیا کی عجائبات میں سے ہے۔ ہماری رائے میں اسلام کی عزت جس قدر کہ ہندوستان میں رکھی ہے صرف مسلمان عورتوں نے رکھنی ہے اور جب اُس کے ساتھ مسلمان مردوں کا چال چلن جو اُن کے ساتھ ہے خیال کیا جائے تو عورتوں کی نیکی ایسے درجہ پر پہنچ جاتی ہے جو حد بیان سے خارج ہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ صرف زبان سے مسلمان کہنے اور ٹخنوں سے اونچا پاجامہ اور بیچ کے گریبان کا کرتہ اور گول عمامہ پہننے اور صرف نماز پڑھ کر دل خوش کر لینے اور صرف دن بھر کا فاقہ کر کر شام کو لذید چیزوں اور نفیس شربتوں سے افطار کرنے کو اسلام نہ سمجھیں بلکہ اُس کے ساتھ اُن تمام نیکیوں پر بھی خیال کریں جو اسلام کے نتیجے ہیں اور جب تک کہ انسان کے افعال اور خواہش اور معاملات اور اخلاق اور تمدن اور معاشرت میں انکا ظہور نہیں ہوتا۔ اُس وقت تک ہرگز یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ اسلام نے اُن میں کچھہ اثر کیا ہے ؎

گر مسلمانی ہمیں ست کہ واعظ دارد ۔ وائے گر در پس امروز بود فردائے

مُصلحانِ معاشرتِ مسلمانان

ہم سے پہلے بھی ایسے لوگ گذرے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی طرزِ معاشرت وطریقۂ تمدن میں ترقی کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی کوششوں میں کامیاب بھی ہوئے ہیں اُن کا کچھہ مختصر حال لکھنا مسلمانوں کی واقفیت کے لئے بہتر ہوگا +

اوّل

سُلطان محمود خاں مرحوم سُلطان روم

یہ بادشاہ سنہ ۱۸۰۲ء میں تخت پر بیٹھا اور سنہ ۱۸۳۹ء میں فوت ہوا +

ہماری رائے میں مسلمانوں میں سب سے اوّل یہ سُلطان ہے جس نے مسلمانوں کے اخلاق اور طریقِ معاشرت میں تہذیب شروع کی تعصبات مذہبی کو جو درحقیقت اخلاقِ محمدیؐ کے برخلاف تھے بالکل چھوڑ دیا۔ اپنے تمام مختلف مذہب کی رعایا کو اجازت دی کہ مطابق اپنے مذہب کی اپنی اپنی رسومات مذہبی ادا کریں۔ خود عیسائی گرجاؤں کی جو اُس کے مُلک میں تھے مرمت کرادی جبکہ اُس نے رفاہِ عام کے کاموں ایک لاکھ پیاسٹر دیے (ایک ٹرکی سکہ چاندی کا ہے) بانٹے تو گریک اور آرمنی چرچوںکو بھی برابر حصہ دیا +

اپنے ملک میں اسکول مقرر کئے اور کل مذہب کے لوگوں یہودی۔ عیسائی مسلمان سب کو برابر بلا تعصب تعلیم دینی شروع کی۔

سیتلا کی بیماری موقوف ہونے کے لئے ٹیکا لگانے کا نہایت خوبی سے رواج و باشفاخانے مقرر کئے جس میں فرینچ ڈاکٹر کام کرتے تھے۔ ڈاکٹر ڈُس گالیر صاحب لکچر دیا کرتے تھے اور سلطانی حکیموں کو حکم تھا کہ وہ بھی انکا لکچر سُننے کو حاضر ہوا کریں ✤

۱۸۳۰ء میں اس سلطان نے غلامی کے رواج کو جو محض خلاف شرع جاری تھا موقوف کر دیا اور تمام گریک کو جو بطور غلامی پکڑے گئے تھے چھوڑ دیا اور غلام آزاد کر دیئے کیونکہ قرآن مجید کے احکام کے مطابق او خصوصاً آیت انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم اور آیت فاما منا بعد و اما فداء کے حکم کے مطابق کوئی شخص کسی کا غلام نہیں ہو سکتا ✤

۱۸۳۱ء
اسی بادشاہ کے عہد میں ترکی زبان میں اخبار شروع ہوا اور پانچویں نومبر کو پہلا اخبار چھپا جس کا نام تقویم وقایع رکھا گیا تھا ✤

ترک ایسے جاہل اور بیجا تعصب میں ایسے مبتلا تھے کہ علم تشریح الانسان سیکھنے کو بھی تصویر کا بنانا ناجایز نہ سمجھتے تھے۔ سلطان نے خود اپنی تصویر بنوائی اور سرجری اسکول قایم کیا جو دوسری جنوری ۱۸۳۲ء کو کھولا گیا تھا

اور حکم دیا کہ کتب تشریح معہ تصاویر تصنیف کیجائیں اور چھاپی جاویں +

اس سلطان نے ترکوں کا لباس اور طریق زندگی درست کرنے میں بڑی کوشش کی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ مہذّب قوموں کے سامنے عزّت حاصل کرنی اور حقارت سے نکلنا اور برابر کی ملاقات اور دوستی رکھنی بغیر اسکے کہ لباس اور طریقہ زندگی نہ درست کیا جاوے بالکل ناممکن ہے +

اس نے دفعتًا اپنی سپاہ کی وردی بدل دی اور بالکل انگریزوں کی سی کر دی صرف ٹوپی کا فرق تھا۔ ڈاکٹر ولش صاحب لکھتے ہیں کہ ٹرکی کی زمین پر قدم رکھتے ہی پہلی چیز جو میں نے دیکھی اور جس نے مجھکو حیران کر دیا وہ تعلیم یافتہ اور خوبصورت وردی پہنی ہوئی شکل سپاہیوں کی تھی اور افسر فوج کو لنگٹن کوٹ اور پتلون اور بوٹ پہنے ہوئے تھے +

اس سلطان نے خود بھی ترکی لباس اور دسترخوان پر یا پائیدار خوان پر کھانا رکھ کر ہاتھ سے کھانا ترک کر دیا اور لباس میں کوٹ پتلون اور سُرخ ٹوپی جو فیس کہلاتی ہے پہننی شروع کی +

میز و کرسی پر چمچہ اور چھری اور کانٹے سے کہانا شروع کیا ڈاکٹر ولش صاحب نے سلطان محمود کو دیکھا تھا کہ وہ لکھتے ہیں کہ سلطان کی یورپین پوشاک اور یورپین طریقہ تناول طعام اور خوبیٔ او صاف اور شائستگی عادات میں اور ترکوں کی قدیم جہالت اور ناشائستگی میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ +

اس بادشاہ نے جو نصیحت اور تدبیر مملکت اپنے جانشینوں کے لئے چھوڑی تھی وہ یہ ہے کہ سب کو برابر پناہ اور حقوق ہوں مسلمان پہچانے جائیں اور لوگوں سے صرف مسجدوں میں اور عیسائی صرف گرجاؤں میں اور یہودی صرف سنیگاگ میں +

یہ تھے اصلی اصول اسلام کے جس پر سلطان محمود نے عمل کرنا شروع کیا تھا۔ اور ہم ہندوستان کے عالموں سے یہ بھی کہتے ہیں کہ سلطان نے یہ سب کام علماء پایہ تخت کے فتووں سے کئے تھے۔ مگر وہ لوگ ہندوستان کے لوگوں کیطرح جاہل اور متعصب نہ تھے اس سلطان کی پورے قد کی تصویر میں نے وارسیل کے محلس میں دیکھی تھی جو پیرس دارالسلطنت فرانس میں ہے اُس کو یورپین لباس اور سرخ ٹوپی نہایت ہی سوہاتی تھی۔ خدا اُسپر رحمت کرے کہ اُس نے مسلمانوں کو مہذب اور شائستہ بنانے کے لئے سب سے اوّل کوشش کی +

دوم

سلطان عبد المجید خان مرحوم سلطان ۳۱ م

یہ سلطان پہلی جولائی ۱۸۳۹ء کو تخت پر بیٹھا اور ۱۸۶۱ء میں فوت ہوا + اس سلطان نے بالکل سلطان محمود کے طریقہ کی پیروی کی۔ بالکل یورپین

کوٹ و پتلون اور تمام یورپین لباس پہنتا تھا صرف ٹوپی سرخ ترکی کی ہوتی تھی میز پر چھری کانٹے چمچے سے کھانا کھاتا تھا اور تمام تعصبات کو جو مذہب اسلام کی رو سے لغو تھے چھوڑ دیا تھا اور روز بروز عیسائی قوموں سے محبت اور دوستی بڑھاتا جاتا تھا۔ +

سب سے اول اور عمدہ کام جو اس بادشاہ سے بن آیا اور جس کے سبب مسلمان ہمیشہ اُس کے احسان مند رہیں گے۔ تمام یورپ کی اعلےٰ سلطنتوں سے اور خصوص انگریزوں سے خالص محبت اور اخلاص پیدا کرتا تھا۔ جس کے سبب سلطنتِ روم کی منجملہ یورپ کی سلطنتوں کے شمار ہوئی۔ اور جو عہد نامہ ۱۸۵۶ء میں یورپ کی سلطنتوں میں ہوا اُس عہد نامہ میں یہ مسلمانی سلطنت بھی شامل ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کریمیا کی لڑائی میں جو اس بادشاہ سے اور روسیوں سے ہوئی تھی انگریز اور فرانسیس نے سلطان کی مدد کی اور اس مسلمانی سلطنت کا نام بھی نہ ہوتا۔ پس حقیقت میں تمام دنیا کے مسلمانوں پر انگریزوں اور فرانسیسوں کا مگر بالتخصیص انگریزوں کا اس قدر احسان ہے کہ جب تک مسلمانی سلطنت قائم ہے بلکہ جب تک مسلمان دنیا میں ہیں اُس کے شکر اور مراسم احسانمندی کو ادا نہیں کر سکیں گے +

سلطان کی خوش قسمتی سے سلطان کو ایک نہایت لائق اور

جامع جمیع صفات وزیر ہاتھ آیا تھا جس کا نام رشید پاشا تھا۔ اگر ہم سلطان عبد المجید خاں کے ادب کا پاس نہ کرتے تو اُن لوگوں کی فہرست میں جنہوں نے مسلمانوں کے حالات معاشرت میں اصلاح و ترقی کی سلطان محمود خاں کے بعد رشید پاشا کا نام نامی اور لقب گرامی لکھتے۔ اُس نے ترکوں کے تمام لغو اور بیہودہ تعصبات کو جن کو اُنہوں نے غلط دینداری کے رنگ میں رنگا تھا اور جو در اصل مذہب اسلام سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے تھے اور جو در حقیقت مسلمانوں کے تربیت یافتہ اور مہذب ہونے کے مانع تھے بہ خوبی غور کیا اور قرآن مجید کے استدلال اور سند سے اور نہ زید و عمرو کی تقلید سے اُن تمام تعصبات کی تردید کی۔ اور یورپ کے طریقوں کے اختیار کرنے کا جواز لکھا۔ اور سلطان عبد المجید خاں نے اُس کو پسند کیا اور تمام علماء اور مسلمانوں میں اور تمام رعایا میں اُس کے مشتہر کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ تمام تحریر بطور فرمان لکھی گئی جو ترکی زبان میں خط شریف کے نام سے ملقب ہے۔

۳ نومبر ۱۸۳۹ء کو ایک بہت بڑے عالی شان مکان میں خود سلطان اور اُس کے تمام وزرار اور علماء اور سول و فوج کے افسر اور تمام سلطنتوں کے سفیر جو انباسڈر کہلاتے ہیں اور شیخ و مشائخ کبار

اور ہر درجہ کے امام اور گریک اور ارمنی چرچ کے بشپ جو پیٹریارک کہلاتے ہیں اور علمائے یہود جو ربی کہلاتے ہیں اور تمام اہلِ حلّ و عقد جمع ہوئے اور رشید پاشا نے دوہت شریف پڑھا اور سب نے آمنّا و صدقنا کہا۔ یہ دن سلطان عبدالمجید خاں کی سلطنت میں ایسا مبارک دن تھا جس پر سے ہزار عید قربان ہونی چاہئیں۔ یہ دن ہی نہیں تہا بلکہ مسلمانوں کی قوم کی جان تھا اور حقیقت میں رشید پاشا مسلمانوں کی قوم کی زندگی کا سبب تہا۔ خدا اُس پر رحمت کرے۔

سلطان عبدالمجید خاں نے جو اس زور شور سے مسلمانوں کے حالات کی بہتری چاہی اور اُن کے لغو تعصّبات کو جو غلط دینداری کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے دفعتہً توڑ دیا تو عام جاہل لوگوں اور اُن کٹ ملاؤں نے جن کی مثال ایسی تھی کہ

مصرع چارپائے بروکتابے چند۔

اُنہوں نے بہت غل مچایا اور عوام میں ایک ناراضی پیدا ہوئی اور اُس کو کرستان کہنے لگے۔ مگر جب رفتہ رفتہ لوگوں کو معلوم ہوتا گیا کہ سلطان نے کیا کچھ بہلائی اور بہتری اسلام کی اور مسلمانوں کے ساتھ کی ہے تو سب لوگ دل سے

سلطان کو چاہنے لگے ٭

ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ ایک دفعہ سلطان کوٹ پتلون پہنے ہوئے اور لال ٹرکی ٹوپی اوڑھے ہوئے گھوڑے پر سوار نماز کے لئے بایزید کی مسجد کو جاتا تھا راستہ میں عورتوں کے غول نے بادشاہ کو گھیر لیا۔ اور دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور آپس میں کہنے لگیں کہ کیا ہمارا بیٹا خوب صورت نہیں ہے۔ اب اس بات سے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ سلطان کو کس قدر لوگ عزیز سمجھنے لگے تھے ٭

اس سلطان نے اپنی سلطنت میں بہت عمدہ کام کئے انگریزوں اور فرنچ سے نہایت استحکام اور سچائی سے دوستی قایم کی۔ عدالتوں کے لئے قوانین بنائے اور فرانس کے طریقہ پر تمام انتظام سلطنت قایم کیا ۱۸۶۹ء میں پبلک انسٹرکشن کی کونسل بنائی۔ نئی یونیورسٹی قایم کی۔ نارمل اسکول قایم کئے اور اُس کے وقت میں اتنی ترقی ہوئی کہ قسطنطنیہ میں تیرہ اخبار فرنچ اور ٹرکی اور گریک زبان میں چھپنے لگے تھے ٭

سوم

سُلطان عبدالعزیز خاں سُلطانِ روم

یہ اس عہد کا بادشاہ ہے جس کی ذات مبارک سے روم کا تخت سلطنت مزیّن ہے خدا اُس کو اور اُس کی سلطنت کو سلامت رکھے یہ سلطان بھائی ہے سلطان عبدالمجید خاں کا ۱۸۶۲ء میں اپنے بھائی کے مرنے کے بعد تخت پر بیٹھا +

اس سُلطان نے سب سے زیادہ مسلمانوں میں تربیت وشائستگی پھیلانے میں قدم بڑھایا ہے اور انگریزوں اور فرنچ اور آسٹیریا سے اور بھی زیادہ دوستی واخلاص پیدا کیا ہے +

لباس میں اور طریقہ زندگی میں اپنے سابقین کی صرف پیروی ہی نہیں کی بلکہ روز بروز اُس میں ترقی کرتا گیا بے تعصبی اور سچی دوستی اور محبت کا جو اُس نے فرنچ اور انگریزوں سے پیدا کی ہے ۱۸۶۷ء میں بخوبی ثبوت ہو گیا۔ جب کہ سلطان پیرس دارالسلطنت فرانس میں بطور مہمان کے آیا اور امپرز نپولین کے ساتھ کھانے اور تمام جلسوں میں شریک رہا اور وہاں کی سیر وسیاحت کر کر لنڈن

میں صرف دوستی اور اخلاص کے سبب ملکہ معظمہ وکٹوریا دام ظلہا سے ملاقات کر آیا۔ اور کھانوں اور دعوتوں اور جلسوں میں شریک رہا سب سے زیادہ عزت جو سلطان نے لنڈن میں کمائی بلکہ مسلمانوں کی قوم کو بلکہ اُن کے اخلاق مذہبی کو دی وہ صرف یاد رکھنا اُس احسان کا تھا جو لارڈ پالمرسٹن نے کریمیا کی لڑائی میں ترکوں کو مدد دینے سے کیا تہا وہ عالی ہمت فیاض لارڈ جو زمانہ جنگ کریمیا میں وزیر اعظم سلطنت ملکہ معظمہ وکٹوریا کا تہا مر گیا تھا مگر اُن کی بی بی لیڈی پالمرسٹن زندہ تھی سلطان خود لیڈی پالمرسٹن کے پاس اُن کے شوہر عالی وقار کا شکر ادا کرنے گیا۔ اور جبتی بڑی عزت کا یہ کام سلطان سے ہوا۔ شاید آئندہ تمام عمر اُس کو ایسا دوسرا کام کرنا نصیب نہیں ہونے کا ❖

اس مقام پر ہم ہندوستان کے مسلمانوں سے سر اسٹافورڈ نارتھ کوٹ اُس زمانہ کے سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا یعنی وزیر ہندوستان کے اُس احسان کا ضرور ذکر کریں گے کہ جب سلطان لنڈن میں تشریف رکہتے تھے تو اُنہوں نے ہندوستان کی طرف سے سلطان کو انڈیا آفس میں بلایا اور ہماری طرف سے دعوت کی۔ جب میں لنڈن میں گیا تہا تو میں نے انڈیا آفس کے اُس خوبصورت

بڑے ہال کو جس میں ہماری طرف سے سلطان کی دعوت ہوئی تھی دیکھا تھا اور سر اسٹافورڈ نارتھ کورٹ کا بہت بہت شکر کیا تھا ❊

پھر اُسی دوستی اور اخلاص کا استحکام ۱۸۶۰ء میں اور زیادہ روشن ہوا کہ پرنس آف ویلز اور پرنسس آف ویلز یعنی ولی عہد ملکہ معظمہ اور ولی عہد بیگم قسطنطنیہ میں سلطان کے ہاں مہمان تشریف لے گئے اور باہم دوستی و محبت سے جلسوں اور دعوتوں میں شریک رہے

اُس کے بعد امپرس آف فرانس کے بادشاہ بیگم سلطان کے ہاں مہمان تشریف لے گئیں اور اسی طرح کھانے پینے اور دعوتوں کے جلسے رہے ❊

پھر امپرز جوزف یعنی شہنشاہ آسٹریا سلطان کے ہاں مہمان تشریف لے گئے اور جوکہ سلطان کے ملک کی اور آسٹریا کی حد بالکل پیوستہ ہے اور جار ملاصق ہے اس لئے سلطان نے حق ہمسایہ کو جس ادب بموجب مذہب اسلام زیادہ تر ہے زیادہ عزیز سمجھا اور خاص اسی محل میں جس میں خود رہتا تھا اپنے ساتھ شہنشاہ آسٹریا کو اُتارا ۔ دن رات باہم صحبت رہی ۔ کھانے پینے میں شریک رہے ۔ سب ایک میز پر بیٹھ کر کھاتے تھے صرف سلطان کا نماز پڑھنا اور شہنشاہ آسٹریا کا چرچ میں جانا مسلمان اور عیسائی ہونا بتاتا

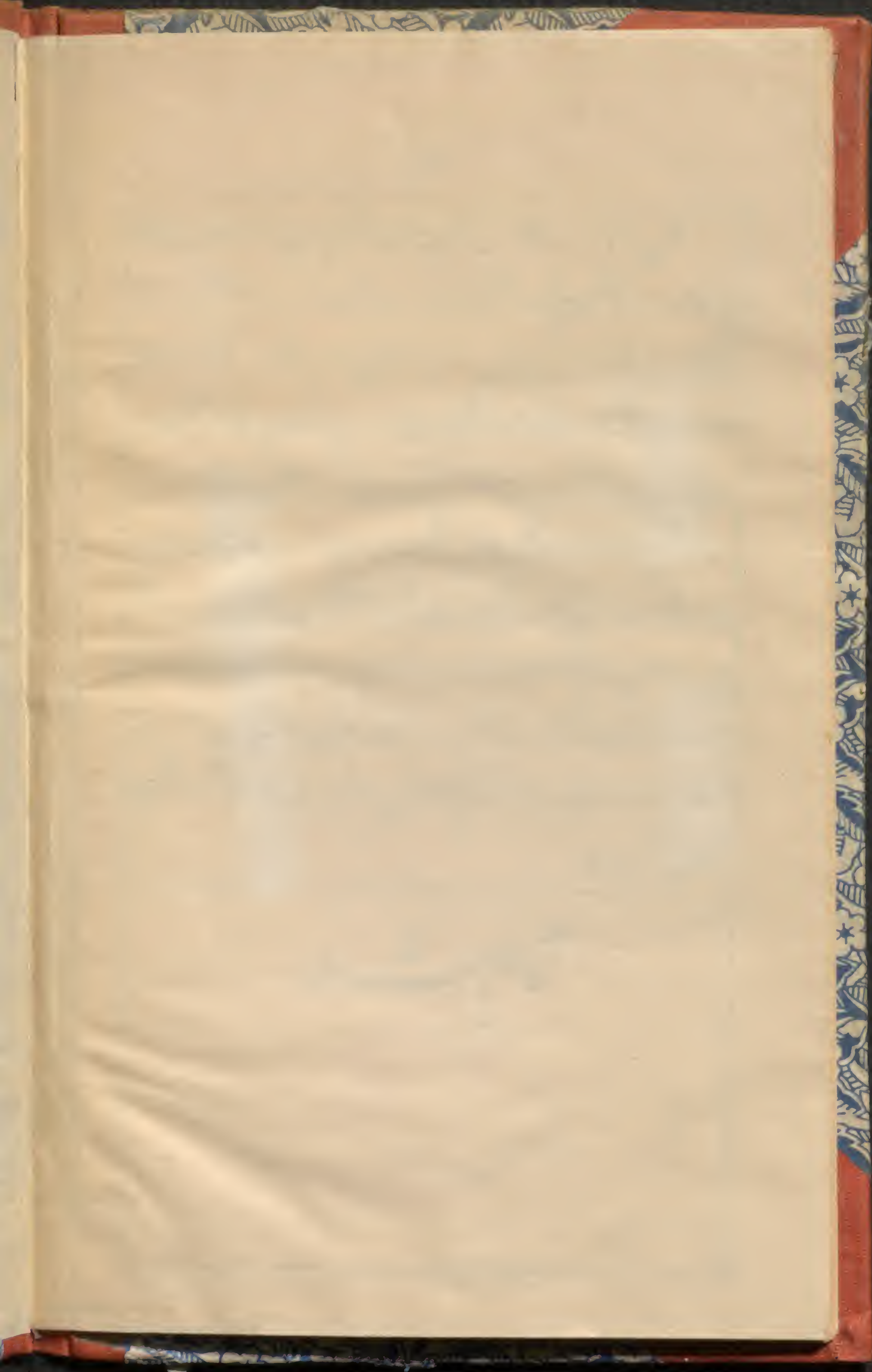
تھا اور اس کے سوا کچھہ فرق نہ تھا +

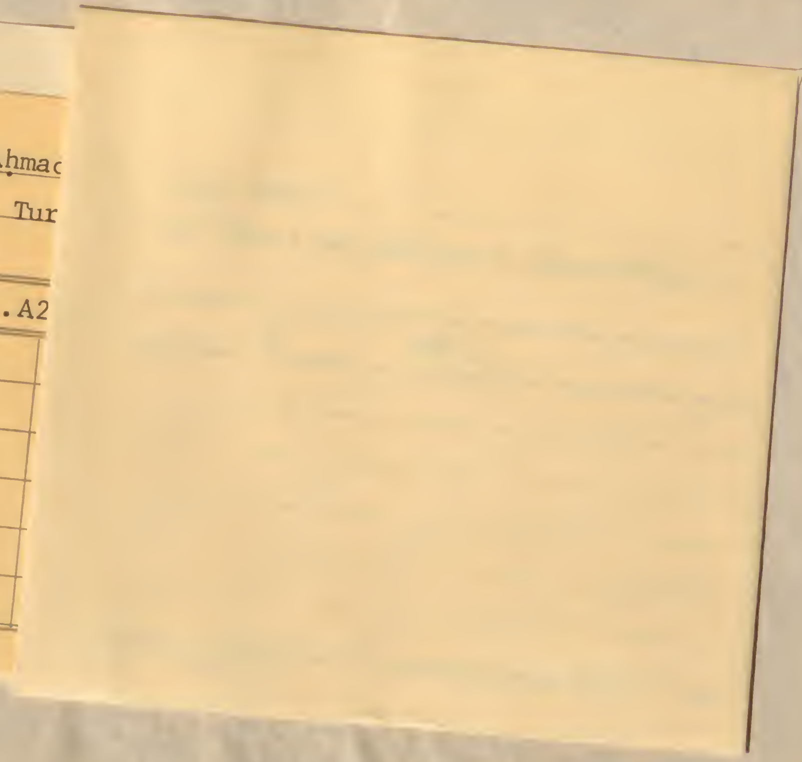
گریک اور ارمنی چرچوں کے لئے بشب اور پیٹریارک اسی طرح سلطان مقرر کرتا ہے جس طرح کہ اگر خود انہی مذہبوں کا کوئی بادشاہ ہوتا اور وہ مقرر کرتا اُس کے ہاں تمام عہدہ دار اعلےٰ سے اعلےٰ بھی بلحاظ مذہب کے عہدوں کے مقرر ہیں اور آپس میں ایسا اطمینان اور اعتماد ہے کہ سفارت کے عہدوں تک جس میں ہزاروں راز کی باتیں ہوتی ہیں۔ عیسائی اور مسلمان سب مقرر ہیں۔ یہ کیسی اور عمدہ اور خوشی کی بات ہے کہ مسلمان سلطان کی طرف سے دربار حضور ملکہ معظّمہ میں جو سب سے بڑا دربار ہے اور سلطان کو سب سے زیادہ تعلق اور غرض اُس عالیشان دربار سے ہے مسورس پاشا جو گریک ہے۔ ایمباسڈر یعنے سفیر مقرر ہے +

ترکوں کی تربیت اور شائستگی اور تہذیب کا اب یہ حال ہے کہ اُنکا تمام لباس کوٹ وپتلون اور قمیص و واسکٹ بالکل یورپ کی مانند ہے ایک قسم کا فراک کوٹ ہے جو وہ استعمال کرتے ہیں اور تمام امرا اور شریف لوگوں کا یہی لباس ہے صرف ترکی ٹوپی جدا ہے سب نے زمین پر کا بیٹھنا چھوڑ دیا ہے میز و کرسی پر بیٹھتے ہیں۔ میز پر چھری کانٹوں سے کھانا کھاتے ہیں اُنکے مکان کی آراستگی اور طریقہ زندگی بالکل یورپین کا سا ہو گیا ہے +

علی پاشا وزیر سلطنت نہائیت عمدہ انگریزی پڑھا ہوا ہے لنڈن میں اُس نے تعلیم پائی۔ تُرکوں کا لباس نہائیت عمدہ اور خوبصورت ہو گیا ہے۔ خوش وضع پتلونیں اور پاؤں میں سیاہ نفیس انگریزی بوٹ اور سیاہ سیاہ نفیس بانات کے کوٹ اور سر پر لال ٹوپی جو فیس کہلاتی ہے نہائیت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ صفائی اور نفاست اور آراستگی مکانات بالکل یورپ کی مانند ہے جب وہ لوگ اپنی ہمسایہ قوموں فرینچ اور انگریزوں میں مل کر بیٹھتے ہیں تو ہمجولی معلوم ہوتے ہیں۔ اور امید ہے کہ روز بروز اور زیادہ مہذب ہوتے جاوینگے۔ پس ہندوستان کے مسلمانوں سے بھی ہم یہی چاہتے ہیں کہ اپنے تعصبات اور خیالات خام کو چھوڑیں اور تربیت اور شائستگی میں قدم بڑھائیں۔

تمام شد




Author Ahmac
Title Tur
MC5 .A2

